رسولِ کریم ﷺ کا جنازہ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کی کسی نے امامت نہیں کی، بلکہ فرداً فرداً اس طرح ادا کی گئی، کہ لوگ گروہ در گروہ ایک دروازے سے حجرے میں داخل ہو کر تکبیرات کہتے، درود پڑھتے، دُعا کرتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر ①:

سیدنا سالم بن عبید، جو اصحاب صفہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلال (رضی اللہ عنہ) کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب افاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ ازواج مطہرات نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: بلال (رضی اللہ عنہ) کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میرے ابو جی بڑے کمزور دل والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان عورتوں کی طرح ہو، جو یوسف کو دیکھنے کے لئے جمع

ہو گئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر انہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا کہا۔ جب جماعت کھڑی ہو گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا جماعت شروع ہو گئی ہے؟ ازواجِ مطہرات نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے لئے کوئی ایسا آدمی دیکھو، جس کا میں سہارا لے سکوں۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک دوسرا آدمی آئے۔ ان دونوں کا سہارا لیتے ہوئے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کی ایک جانب آ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے، تو آپ ﷺ نے ان کو روک دیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں، تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔ اس پر لوگ خاموش ہو گئے، کیونکہ وہ اَن پڑھ تھے، آپ ﷺ سے پہلے ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ لوگوں نے مجھے کہا: سالم! نبی کریم ﷺ کے ساتھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ۔ میں ان کی طرف نکلا۔ میں نے انہیں مسجد میں کھڑے دیکھا۔ انہوں نے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں؟ میں نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں، تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔ انہوں نے میری کلائی پکڑی اور چل پڑے، یہاں تک کہ

حجرۂ عائشہ میں داخل ہو گئے۔لوگوں نے ان کو راستہ دیا ، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس آ کر جھک گئے، حتی کہ ان کا چہرہ آپ ﷺ کے رخِ انور کو چھو گیا، یہاں تک کہ انہیں یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ واقعی وفات پا چکے ہیں۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: بلاشبہ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں، یقیناً یہ (کفار) بھی مر جائیں گے۔صحابہ کرام نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات ایسے ہی ہے۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! صحابہ کرام نے پوچھا: ہم آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: کچھ لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں گے، تکبیریں پڑھیں گے اور دعا کریں گے۔ پھر وہ باہر آ جائیں گے اور دوسرے لوگ جائیں گے۔صحابہ کرام نے پوچھا : اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی تدفین بھی ہو گی؟ انہوں نے فرمایا : جی ہاں۔صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی تدفین کہاں ہو گی؟ انہوں نے فرمایا: جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے قبض کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ جگہ ہی میں قبض کیا ہے؟ تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات یہی ہے۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ابھی) تمہارے نبی ﷺ تمہارے پاس ہیں۔ پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے گئے اور مہاجرین جمع ہو کر (خلافت کے

بارے میں) باہم مشورہ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: انصاری بھائیوں کے پاس چلو کہ ان کا بھی اس (خلافت) میں حق ہے۔ وہ انصار کے پاس آئے، تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ایک تم میں سے ہوگا۔ اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو تلواریں ایک میان میں! دونوں ہی درست نہیں رہیں گی۔ پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ تینوں باتیں کس کے بارے میں ہیں؟ ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ (جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے) وہ ساتھی کون تھا؟ ﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ (جب وہ دونوں غار میں تھے) وہ دونوں کون تھے؟ ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ''(اے ابو بکر!) آپ غم نہ کھائیے، بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (توبہ: ۴۰) کس کے ساتھ؟ پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور لوگوں سے فرمایا: آپ بھی بیعت کریں، تو سب لوگوں نے بڑے خوبصورت اور احسن انداز میں بیعت کر لی۔''

(سنن ابن ماجه : 1234، شمائل الترمذي : 396، مسند عبد بن حميد : 365، المعجم الكبير للطبراني : 65/7، دلائل النبوّة للبيهقي : 299/7، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514، 1624) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مصباح الزجاجة :146/1، ح : 1234)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

''اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔''

(مجمع الزّوائد: 183/5)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، لٰكِنَّهٗ مَوْقُوْفٌ .

''اس روایت کی سند صحیح ہے، البتہ یہ قول صحابی ہے۔''

(فتح الباري: 523/1)

دلیل نمبر ②:

سنن کبریٰ بیہقی (4/30، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

يَجِيئُونَ عُصْبًا عُصْبًا، فَيُصَلُّونَ .

''لوگ گروہ در گروہ داخل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔''

دلیل نمبر ③:

شمائل ترمذی (396، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُصَلّٰى عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ، فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ، فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ .

”لوگوں نے پوچھا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! انہوں نے پوچھا: کیسے؟ فرمایا: لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں گے، تکبیریں پڑھیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کریں گے، پھر باہر آ جائیں گے۔ پھر لوگوں کا دوسرا گروہ داخل ہوگا، وہ تکبیریں پڑھیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کر کے باہر آ جائیں گے۔ ایسے ہی باقی لوگ داخل ہوتے جائیں گے۔“

دلیل نمبر ④:

سیدنا بہز بن اسد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا : كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ : ادْخُلُوا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ : فَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، قَالَ : فَلَمَّا وُضِعَ فِي لَحْدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ : قَدْ بَقِيَ مِنْ رِجْلَيْهِ شَيْءٌ لَّمْ يُصْلِحُوهُ، قَالُوا : فَادْخُلْ فَأَصْلِحْهُ، فَدَخَلَ، وَأَدْخَلَ يَدَهٗ، فَمَسَّ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ : أَهِيلُوا عَلَيَّ التُّرَابَ، فَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ، حَتّٰى بَلَغَ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَكَانَ يَقُولُ : أَنَا أَحْدَثُكُمْ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے، لوگ

کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک ایک گروہ کی شکل میں داخل ہوں۔ چنانچہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ ادا کرتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ جب نبی کریم ﷺ کو قبر میں اتارا گیا، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نبی کریم ﷺ کے مبارک پاؤں کی جانب سے کچھ حصہ ایسا رہ گیا، جسے درست نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: پھر آپ ہی قبر میں اتر کر اسے صحیح کر دیں۔ چنانچہ وہ قبر مبارک میں اترے اور اپنا ہاتھ قبر میں ڈالا۔ جب قدم مبارک کو چھوا، تو کہنے لگے: اب میری طرف سے مٹی ڈالو، لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی، یہاں تک کہ وہ ان (سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ) کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گئی۔ پھر وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے: نبی کریم ﷺ سے سب سے قریب کا زمانہ مجھے ملا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 81/5، ح : 21047، وسندهٗ صحيحٌ)

دلیل نمبر ⑤:

سیدنا ابو عسیم/ابو عسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ قَالُوا : كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالُوا : ادْخُلُوا مِنْ ذَا الْبَابِ أَرْسَالًا أَرْسَالًا، فَصَلُّوا عَلَيْهِ، وَاخْرُجُوا مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ .

''جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے، تو لوگوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی نماز

جنازہ کیسے ادا کی جائے؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: اس دروازے سے گروہ درگروہ داخل ہوتے جائیں اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ ادا کر کے دوسرے دروازے سے نکلتے جائیں۔‘‘

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد : 289/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اہل علم کا فیصلہ:

① امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ لِعِظَمِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، وَتَنَافُسِهِمْ فِي أَنْ لَّا يَتَوَلَّى الْإِمَامَةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَاحِدٌ، وَصَلَّوْا عَلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةً.

’’نبی کریم ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اس لیے فرداً فرداً ادا کی گئی کہ اس میں آپ ﷺ کی عظمت کا اظہار تھا، نیز صحابہ کرام نہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا کوئی امام بنے۔‘‘

(السنن الکبریٰ للبيهقي : 30/4، وسندهٗ صحيحٌ)

② محدث اَندلس، علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَمَّا صَلَاةُ النَّاسِ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا، فَمُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ، عِنْدَ أَهْلِ السِّيَرِ، وَجَمَاعَةُ أَهْلِ النَّقْلِ لَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ.

’’نبی کریم ﷺ کی فرداً فرداً نمازِ جنازہ ادا کرنے پر اہل سیرت کا اجماع ہے، محدثین کرام اس میں کوئی اختلاف نہیں کرتے۔‘‘

(التّمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 397/24)

③ مؤرخ اسلام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا الصَّنِيعُ، وَهُوَ صَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ فُرَادٰى، لَمْ يَؤُمَّهُمْ أَحَدٌ عَلَيْهِ، أَمْرٌ مُّجْمَعٌ عَلَيْهِ، لَا خِلَافَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے فرداً فرداً ادا کیے جانے اور کسی کے امامت نہ کرانے پر اجماع و اتفاق ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 232/5)

مدینہ میں موجود کسی صحابی کا آپ ﷺ کا جنازہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔

نوٹ:

سوال: نبی کریم ﷺ کو غسل کس نے دیا؟

جواب: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق نبی کریم ﷺ کو غسل آپ کے اہل بیت نے دیا۔ یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کے غسل اور کفن و دفن میں سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے پرواہ نہیں کی، انتہائی نامناسب ہے۔ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سمجھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا زیادہ حق آپ کے خونی رشتہ داروں کو حاصل ہے، اس لیے وہ خود پیچھے رہے، اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نہ تھی۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عِنْدَكُمْ صَاحِبُكُمْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَغْسِلُوهُ بَنُو أَبِيهِ .

''میں ادھر ہی موجود ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کو غسل آپ کے والد کی طرف سے رشتہ دار ہی دیں۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والإختلاف : ٣٢٤/٥، ح : ٢٩٣٤، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا جنازہ پڑھا گیا؟

جواب: جی ہاں، نبی کریم ﷺ کا نماز جنازہ پڑھا گیا، یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے، البتہ آپ ﷺ کے جنازہ کا امام نہیں تھا۔ صحابہ گروہ درگروہ جاتے، جنازہ پڑھ کر واپس آتے۔ یوں پہلے مردوں نے، پھر عورتوں اور پھر بچوں نے آپ پر نماز جنازہ ادا کی۔

مدینہ میں موجود کسی صحابی سے آپ ﷺ کا جنازہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کو قبر میں کس کس نے اتارا تھا؟

جواب: سیدنا علی، سیدنا عباس اور سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ، وَعَلِيٌّ وَّالْفَضْلُ، وَسَوّٰى لَحْدَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ الَّذِي سَوّٰى لُحُودَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ بَدْرٍ.

''نبی کریم ﷺ کی قبر میں سیدنا عباس بن عبدالمطلب، سیدنا علی بن ابوطالب اور سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہم اترے، ایک انصاری نے آپ کے لیے لحد والی قبر کھودی۔ یہ وہی شخص تھا، جس نے شہدائے بدر کی لحد والی قبریں کھودی تھیں۔''

(مسند أبي يعلىٰ : ٣٩٦/٤، ح : ٢٥١٨، شرح معاني الآثار للطّحاوي : ٤٧/٤، مسند البزّار : ٨٥٥، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود (۵۴۷) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۶۳۳) نے

”صحیح“ کہا ہے۔

تنبیہ:

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ لَمْ يَشْهَدَا دَفْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَا فِي الْأَنْصَارِ، فَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَا.

”سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے وقت حاظر نہیں تھے، آپ دونوں انصار کے پاس تھے، واپس آئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہو چکی تھی۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 37046)

سند ضعیف ہے۔ یہ عروہ بن زبیر کی مرسل ہے۔